تا خلافت کی بِنا ' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 49

21 تا 27 محرم الحرام 1432ھ
28 دسمبر 2010ء تا 3 جنوری 2011ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایوب بیگ مرزا

ناموسِ رسالت کا تحفظ
آیئے، اپنے گریباں میں جھانکیں

مسلمانانِ برصغیر پاک و ہند کا اپنے مذہب سے جذباتی لگاؤ بڑا گہرا اور والہانہ رہا ہے۔ نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے کنارہ کشی اگرچہ مذہب سے تعلق کی بنیاد پر بھی تھی لیکن اِس کی اصل اور حقیقی وجہ عظیم اکثریت کا پاکیزہ سوچ اور فطرت صحیحہ پر ہونا تھا۔ یعنی معاشرہ بحیثیت مجموعی اُن روایات اور بنیادوں پر استوار تھا جن میں حرام خوری، حیاباختگی اور کذب بیانی کو انتہائی قابل نفرت سمجھا جاتا تھا۔ معاشرے میں عزت و تکریم دیانتداری، حق گوئی اور اصول پسندی پر میسر آتی تھی۔ ان حوالوں سے مسلم اور غیر مسلم کا فرق نہیں تھا۔ مسلم اور غیر مسلم کا جھگڑا ہوتا تھا مسجد یا مندر کی تعمیر پر یا شعلہ بیاں مقررین کے غیر محتاط ہونے پر۔ گوروں کی حکومت اور ہندوؤں کی اکثریت کو مسلمانوں کا اپنے مذہب سے اتنا گہرا جذباتی لگاؤ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ خصوصاً ہندو اپنی اکثریت اور حکومت وقت کی پشت پناہی کے بل بوتے پر کسی بیہودگی کا مظاہرہ کر بیٹھتے تھے جس پر مسلمانوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا تھا۔ حضورﷺ کی توہین ہی نہیں، محض بے ادبی سے آپؐ کا ذکر بھی مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ عوام الناس میں غازی علم الدین شہید کا راج گوپال کو جہنم واصل کرنے کا واقعہ زیادہ مشہور ہو گیا۔ وگرنہ یہ کہ ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں کہیں بھی کوئی گستاخِ رسول پیدا ہوا، مسلمانوں کے غضب اور قہر سے بچ نہ سکا۔ کسی بدبخت کا حضورﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے بعد اِس دنیا میں سانس لیتے رہنا کسی مسلمانوں کو گوارا ہی نہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ نے جب مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا مطالبہ کیا تو اسلام کے ساتھ یہ جذباتی لگاؤ پاکستان کے قیام میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوا۔ مسلمانانِ ہند جب جلسوں اور جلوسوں میں "لے کے رہیں گے پاکستان" کا فلک شگاف نعرہ لگاتے تو ہندوؤں کی اکثریت خوف زدہ ہو جاتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ہم سے حکومت، سیاست دانوں، مذہبی رہنماؤں، دانشوروں اور عوام الغرض ہر سطح پر ہمالائی غلطیاں ہوئیں۔ پہلی اور اہم ترین غلطی یہ تھی کہ سب نے پاکستان کو حصول منزل سمجھ لیا، حالانکہ یہ پہلا پڑاؤ تھا۔ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے شریعت کے نفاذ اور دین کے قیام کے لیے عملی اقدام کرنے کی بجائے اسلام کو اقتدار کی سیڑھی کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس حوالہ سے مذہبی سیاسی جماعتوں کا رول انتہائی افسوسناک بلکہ شرمناک تھا۔ اُنہوں نے لال قلعہ فتح کرنے اور اسلام کے گلوبل غلبہ کے نعرے لگائے، لیکن ہوا یہ کہ انتخابی سیاست کی دلدل میں ایسے پھنسے کہ کرسی ممبری اور وزارت کے چکر میں پڑ کر بنیادی اسلامی اخلاقیات سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا مذہبی سیاسی جماعتوں نے کبھی بحالی جمہوریت کے لیے تحریک چلائی، کبھی نظام مصطفیٰؐ کا لیبل لگا کر اینٹی بھٹو تحریک چلائی جو بھٹو حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی اپنے انجام کو پہنچ گئی لیکن کبھی خالصتاً اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے لیے کوئی تحریک نہ اُٹھائی، بلکہ کبھی اِس حوالہ سے عوام میں شعور بیدار کرنے کی بھی کوئی کوشش نہ کی۔ جہاں تک غیر سیاسی مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے، اُن کی ترجیح ہمیشہ مدارس کو حکومتی مداخلت سے بچا کر رکھنا اور اپنے مسلک کو دانتوں سے پکڑنا رہا۔ ریاستی سطح پر اسلام کے معاشی اور سیاسی نظام کے بالفعل نفاذ اور اُس کے لیے جدوجہد کبھی اُن کے پروگرام کا حصہ نہ بن سکا۔ جمہوریت کو اپنے ایمان کا حصہ کہنے والی خاص سیاسی جماعتوں نے وقت گزرنے کے ساتھ یہ کہنا شروع کر دیا کہ حصول پاکستان کا مقصد ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام نہیں تھا بلکہ ہندو اکثریت کے معاشی غلبے سے خوفزدہ مسلم اقلیت مسلمانوں کا ایک ملک بنانا چاہتی تھی، تاکہ دنیوی ترقی

اور معاشی خوشحالی حاصل کی جا سکے۔

اِن سب طبقات کے اِن بھیانک جرائم کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمل سے گریز پا پاکستانی قوم کے جذبات میں بھی زیادہ نہ سہی کسی حد تک کمی واقع ہوگئی ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ جن کے آباء اجداد نے خلافت کی قبا چاک ہونے پر تحریک خلافت سے سرزمین ہند ہلا کر رکھ دی ہو، جنہوں نے مذہبی جذبات سے معمور ہو کر شب بھر میں مسجد تعمیر کر دی ہو، جو مذہب کے نام پر لاکھوں کی تعداد میں گھر بار چھوڑ کر افغانستان ہجرت کر جائیں اُن کی اولاد فیملی لا آرڈیننس کو سہہ جائے، وہ حدود آرڈیننس کی تنسیخ اور حقوق نسواں بل کا پاس ہو جانا ہضم کر جائے، وہ یہ سن کر بھی کہ قومی اسمبلی کی ایک خاتون رکن نے توہین رسالت ایکٹ کی تنسیخ کا بل پیش کر دیا ہے، اسمبلی کی عمارت کو تہس نہس نہ کر دیں۔ یہ ممکن نہ تھا۔ ہماری رائے میں سیاست دانوں کی لوٹ مار، مذہبی رہنماؤں کی وزارت اور صدارت کے لیے قلابازیاں اور عوام کی عملی حوالہ سے اپنے دین سے بتدریج دوری اس جذبہ میں کمی کی اصل وجوہات ہیں۔

ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ ہم اپنے گریبان میں جھانکیں۔ لہٰذا اپنے دوستوں کی ناراضی کے خوف کے باوجود ہم یہ حقیقت بیان کیے بغیر نہیں رہیں گے کہ مذہبی رہنما اور مذہبی جماعتیں یعنی ہم سب اولین اور بڑے مجرم ہیں۔ ہمیں اپنے عمل اور کردار سے یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ ہمارا اوڑھنا بچھونا ہمارا دین ہے۔ ہم خود بھی قرآن کو اپنا رہنما اور امام بناتے اور قرآن کے پیغام کو عوام کے اندر پہنچانے کی کوشش کرتے، تاکہ اُن کے اندر انقلاب برپا ہو جاتا۔ ہم اُسوۂ رسول کو اپناتے اور عوام کو بھی بتاتے کہ دوسرے تمام راستے گمراہی کے راستے ہیں۔ اِس سے عوام کا مذہبی جذبہ دو چند ہوتا اور ہم قومی سطح پر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتے۔ لیکن ہمارے کرتوتوں سے عوام کا جذبہ کسی حد تک ماند پڑا ہے۔ وہ مفاد پرست طبقات کی مذہبی تاویلات اور ٹیلی ویژن چینلز پر سیکولر عناصر کی عملیت پسندی کے حق میں پے در پے تقریروں اور مذاکروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ پھر یہ کہ زرداری ٹولے نے تو اقتدار ہی اس شرط کے عوض حاصل کیا تھا کہ وہ پاکستان کا تشخص بدل دیں گے۔ ہم تمام مذہبی اور دینی طبقات کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ عناصر آج ہماری غفلت اور کوتاہی کے سبب 295-C یعنی توہین رسالت ایکٹ ختم کرنے میں کامیاب ہوئے تو اِن کا اگلا نشانہ امتناع قادیانیت ایکٹ ہوگا۔ پھر دشمنانِ دین قدم بہ قدم بڑھتے جائیں گے اور ہم پسپا ہوتے جائیں گے۔ پھر ایسا وقت بھی آ سکتا ہے کہ خاکم بدھن ہم مدارس کی حفاظت کرنے کے قابل بھی نہ رہیں اور سیاسی اکھاڑے سے مذہبی جماعتوں کو اُٹھا کر باہر پھینکا جائے اور پاکستان کا تشخص بدلنے کا مذموم ارادہ رکھنے والے کامیاب ہو جائیں۔ وقت آ گیا کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے تن من دھن لگا دیں اور باطل کے خلاف کشتیاں جلا کر اِس مقدس جنگ کے لیے میدان جنگ میں کود جائیں۔ ناموس رسالتؐ اور تمام شرعی قوانین کا پورے طور پر تحفظ صرف اور صرف نظام خلافت قائم کرنے سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆

پریس ریلیز: 17/دسمبر 2010ء

مقام رسالتؐ سے نا آشنا لوگ توہین رسالت ایکٹ ختم کروانا چاہتے ہیں

''ڈو مور'' کا امریکی مطالبہ ناحق اور بے بنیاد ہے۔ ہماری حکومت دباؤ میں نہ آئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین و شریعت کے حقیقی نفاذ و تسلسل کے لیے اپنی اور اعزہ و اقارب کی جانوں کی قربانی پیش کی

حافظ عاکف سعید

مقام رسالتؐ سے نا آشنا لوگ توہین رسالت ایکٹ ختم کروانا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ ختم کروانا ان کا اگلا ٹارگٹ ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں خطابِ جمعہ کے دوران کیا۔ اُنھوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امتِ مسلمہ کی پوری تاریخ شہادتوں سے مزین ہے، اور راہِ حق میں شہادت پانے والوں کو حیات جاوداں ملتی ہے۔ شہادت حق کے فریضہ کی ادائیگی نہایت اہم دینی ذمہ داری ہے جسے ادا کرنے کے لیے صبر اور نماز سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے، جو لوگ اس راہ میں استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہودیوں نے سازش کے ذریعے غلط معلومات پھیلا کر دورِ خلافتِ راشدہ میں فتنہ وفساد برپا کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین و شریعت کے حقیقی نفاذ و تسلسل کے لیے اپنی اور اعزہ و اقارب کی جانوں کی قربانی پیش کی۔ افسوس کہ ہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کا یہ پہلو بھلا دیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام لیوا اور ہماری دینی جماعتیں بھی مصلحت اور مفادات کا شکار ہو چکی ہیں۔

انھوں نے صدر اوباما کے پاک افغان پالیسی بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ عالم اسلام کا دشمن ہے اور نام نہاد دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پاکستان سے ''ڈو مور'' کا مطالبہ ناحق اور بے بنیاد ہے۔ ہماری حکومت کو ہرگز کسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ حق کی خاطر عزیمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چل کر باطل قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا چاہیے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)